

# حکمتِ دعوت و تبلیغ ..... ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں

محسنہ منیر\*

دعوت و تبلیغ فرائضِ نبوت میں سے اہم ترین فریضہ ہے جو بابِ نبوت بند ہونے کے بعد امتحان مسلمہ کو توفییض کیا گیا ہے۔ امتحان مسلمہ کو قرآن و حدیث میں اس بارے میں واضح حکم دیا گیا ہے کہ ان میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہونا چاہیے۔ جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔

درحقیقت اگر رب کائنات کو منظور ہوتا تو اس زمین پر تمام انسان مومن ہوتے گریمشیتِ الہی نے ایسا نہ چاہا اور انسانوں کو اختیار دیا کہ وہ اپنا طریق زندگی اپنے اختیار سے چنیں۔ البتہ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ایک گروہ انسانوں کا ایسا بھیجا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ راستے سے آگاہ کرتا رہے۔ یہ گروہ انبیاء و رسول علیہم السلام کا تھا جن کے پیروکاروں میں سے بھی ہمیشہ ایک جماعت ایسی موجود رہی جو امتيوں کو انبیاء و رسول کے لائے ہوئے پیغام کو یاد کرواتی رہی۔ یہاں تک کہ امتحان محبی کو یہ خاص ہدایت کی گئی کہ وہ فریضہ دعوت و تبلیغ ہمیشہ انجام دیتی رہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”عن حذیفة أَن النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَاوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشَكَنَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعَنَهُ فَلَا يَسْتَحِبِّ لَكُمْ“ (۱)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے اہل ایمان) قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم پر لازم ہے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا (اگر ایسا نہ کرو گے) تو عنقریب اللہ اپنے پاس سے تم پر ایسا عذاب لائے گا کہ پھر تم اس کو دعا کے لیے پکارو گے اور تمہیں جواب نہ دیا جائے گا۔“ فریضہ دعوت و تبلیغ کی انجام دہی ساری بني نوع انسان کی بقا اور سلامتی کی ضامن ہے۔ دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے انسان کی فلاح اسی فریضے کی انجام دہی میں مضمرا ہے۔ دینی لحاظ سے یوں کے اگر انسان دین سے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے چلے جائیں یہاں تک کہ اپنے رب کو فراموش کر بیٹھیں تو ان کی اخروی فلاح ممکن نہ رہے گی۔ اور دنیاوی لحاظ سے اس طرح کہ ایسا انسانی معاشرہ جس میں جھوٹ، چوری، زنا اور اس جیسی دیگر برآمدگی چلی جائیں اور انسانوں کو ان سے روکنے والا کوئی نہ ہو تو ایسا معاشرہ خود انسان کے رہنے کے قابل نہ رہے گا بلکہ ایک حیوانی معاشرہ بن جائے گا جس کا وجود ہی اس کرۂ ارض پر ایک ناسور کی مانند ہو گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر کی انجام دہی فرض فرمائی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر انسانوں کو ایک دوسرے کا مددگار، جماعتی اور خیر خواہ بنا کر بھیجا ہے۔

\* استثنیت پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”..... ولينصر الرجل أخاه ظالماً أو مظلوماً إن كان ظالماً فلينهه فإنه له نصر وإن كان مظلوماً فلينصره“ (۲)

”اور آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرے خواہ ظالم ہو یا مظلوم اگر وہ ظالم ہے تو اسے (ظلم کرنے سے روکے) اور اگر مظلوم ہے تو (مصیبت سے نکلنے کے لیے) اس کی مدد کرے۔“

یہ انسانی فطرت ہے کہ اس کے سامنے اگر کوئی دوسرا انسان تکلیف میں بٹلا ہے یا برائی کی جانب بڑھ رہا ہے تو وہ ضرور آگے بڑھ کر اس کی مدد کرتا ہے جیسا کہ سورہ الکھف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے ایک نیک بندے کی ہمراہی میں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندے نے خلاف عادت انسانی چند افعال ایسے انجام دیے جو بظاہر انسانی بقا و فلاح کے خلاف تھے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود خاموش رہنے کا وعدہ کرنے کے احتجاجاً بول اُٹھے۔ (۳)

اسی طرح امت مسلمہ کا کردار جو اس سے اس کے رب کو مطلوب ہے وہ یہی ہے کہ وہ برائی کو دیکھ کر خاموش نہ رہے بلکہ اس کے خاتمے کے لیے تنگ و دوکرے چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من رأى منكم منكرا فليغیره بيده فإن لم يستطع فليسانه فإن لم يستطع فبلقبه وذلك أضعف الإيمان۔“ (۴)

”تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں براجانے یہ سب سے کم درجے کا ایمان ہے۔“

یہ تو ہے انسان کا عمل مگر اللہ تعالیٰ اپنے عمل میں آزاد ہے وہ چاہے تو انسان کو اس کے عمل میں کامیاب کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ اسی طرح داعی کی دعوت کو سامع قبول کرتا ہے یا نہیں اس کا فیصلہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے جیسا کہ اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَعَلَّكُ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ نَشَأْ نُنَزِّلُ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ أَيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَضِيعِينَ﴾ (۵)

”شاید آپ اس رنج میں گھل گھل کر جان دے دیں گے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک ایسی نشانی اتار دیں کہ اس کے آگے ان کی گردنبیں جھک جائیں مگر ہم ایسا نہیں کرتے۔“

ذکورہ بالا آیات مبارکہ میں جو اصول بیان ہوا ہے اس میں پوشیدہ یہ فلسفہ ہے کہ ایمان لانا ایسی تسلیم و رضا کے ساتھ مشروط ہے جو ایمان بالقلب اور اقرار بالسان دونوں کا مجموعہ ہو۔ جب اگر کسی کو ایمان لانے کے لیے راضی کر بھی لیا جائے تو اس سے وہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا جو کسی مخلص اور خیر خواہ کے حلقة اسلام میں داخل ہونے سے ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام دعوت و تبلیغ کا اصل الاصول یہ بتاتا ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ (۶)

”دین میں جرنیں۔“

دین اسلام ایک ایسا کھلا راستہ ہے جس پر چلانے کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ دوسرے انسان پر جبر کرے۔ اسی طرح یہ حق بھی کسی انسان کو نہیں دیا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو یہ دین اختیار کرنے سے روکے۔

اسلامی دعوت کا دوسرا اصول اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے:

”بُشْرًا وَلَا تَنْفِرْرًا يُسْرًا وَلَا تَعْسِرًا۔“ (۷)

”خوش خبری دینا اور نفرت نہ دلانا۔ آسانی پیدا کرنا اور تنگی پیدا نہ کرنا۔“

ایسی دعوت تبلیغ جو منکر اسلام کو قبول اسلام کی جانب مائل کر دے وہ سامنے پر اسلام کی حقانیت آشکار ہو جانے پر کامیابی سے ہم کنار ہوتی ہے۔ اور وہ دعوت تبلیغ جو برائی کو ترک کر کے نیکی کو شعار بنانے کے لیے کی جاتی ہے اس کے لیے داعی کا عملی نمونہ حیات درکار ہوتا ہے۔ عقیدہ کی تبدیلی ہو یا عمل کی تبدیلی دونوں کے لیے تبلیغ کا بنیادی اصول بشرا ولا تنفر را یسرا ولا تعسرا ہے۔ داعی جو عملی نمونہ اپنے مخاطبین کے لیے پیش کرتا ہے اس میں استقامت اور مداومت عمل کا ہونا شرط ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی دمکتوں اور لامبج کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت فرمائی تھی وہ یہ تھی:

﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلَىَّ دِيْنِ﴾ (۸) اور ﴿لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ﴾ (۹)

گویا اپنی نیک روش پر ثابت قدی سے ڈٹے رہنا اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ داعی حق کی دعوت دے رہا ہے اور ذاتی اغراض سے ہٹ کر بے لوث فریضہ دعوت تبلیغ انعام دے رہا ہے۔ داعی خود اپنے کردار اور عمل میں کس قدر حق پر ہے بھی دراصل اس کی دعوت کے پھلنے پھولنے اور اسے کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے ضروری ہے۔

اس معاملے میں ہمارے پاس عملی نمونہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور آپ کے ارشادات عالیہ ہیں۔ آپ عمل کے لحاظ سے انسان کامل تھے اور آپ کے ارشادات میں ہمیں بے عمل عالم کی سزا کیں بھی بتائی گئی ہیں اور باعمل عالم کے بارگاہ الہی میں بلند درجات بھی بتائے گئے ہیں۔ آپ نے ریا کار داعی کے برے انعام سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یوتوی بالرجل یوم القيمة فیلقی فی النار فتندلق أقتاب بطنہ فیدور بھا کما یدور الحمار بالحری فیجتمع إلیه أهل النار فیقولون يا فلاں مالک؟ ألم تکن تأمر بالمعروف وتنهى عن المنکر؟ فیقول بلى قد كنت آمر بالمعروف ولا آتیه وأنھی عن المنکر وآتیه۔“ (۱۰)

”قیامت کے دن ایک شخص لا یا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا اس کے پیش کی آئتیں باہر کل آئیں گی وہ ان کو لیے ہوئے گدھے کی طرح جو چکی پیتا ہے چکر لگائے گا اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اس سے پوچھیں گے اے فلاں کیا تو اچھی بات کا حکم نہیں کرتا تھا اور بُری بات سے منع نہیں کرتا تھا۔ وہ کہے گا میں تو ایسا کرتا تھا لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود اس پر عمل نہ کرتا اور دوسروں کو بُری بات سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہ رہتا۔“

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا لا یا ہوا پیغام قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہے۔ آپ پرنبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے امّتِ محمدیہ کو خیر امام کہا اور ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَايُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (۱۱)

”یعنی تم خیر امت ہو جو لوگوں میں سے چنے گئے ہیں (کیونکہ) تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَذْكُرُونَ إِلَى الْحَمْرَى وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَايُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۱۲)  
”اور تم میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہوتا چاہیے جو بھلائی کی دعوت دیتا ہو، نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہو۔“  
گویا دعوت و تبلیغ فرض کفایہ ہے اگر امت میں سے ایک گروہ یہ فرضیہ سرانجام نہ دے رہا ہو تو سب ہی گناہ گار ہوں گے۔

قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت و تبلیغ کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ یہ ہے:  
﴿أَذْعُ إِلَيْ سَيِّلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلُهُمْ بِالْتِقْنَى هَىَ أَحْسَنُ﴾ (۱۳)  
”یعنی (لوگوں کو) اپنے رب کے راستے پر بلانے کے لیے حکمت، عمرہ نصیحت اور مجادلہ حسنہ سے کام لجھئے۔“  
حکمت، عمرہ نصیحت اور مجادلہ حسنہ یہ تین بنیادی اصول رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق دعوت میں امّت مسلمہ کے لیے بطور نمونہ موجود ہیں۔ درحقیقت دعوت اسلام کے دو پہلو ہیں: ایک عبادتی یا اعتقادی پہلو دوسرا معاملاتی پہلو۔

اعتقادی پہلو جس میں مخاطب کو عقائدِ اسلام سے اس طرح روشناس کرنا ہوتا ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے اس پر یقین و ایمان رکھے۔ جبکہ معاملاتی پہلو میں مخاطب کو خود اس کے اعضاء کے ساتھ انعام دینے جانے والے قلیل سے قلیل تر عمل میں بھی دیانت داری اختیار کرنے کی جانب راغب کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا دو فوں پہلوؤں میں درجہ کمال حاصل کرنے کے لیے تگ و دو کرنا ہی ایک مسلمان کا مقصودِ حیات ہوتا ہے تاکہ وہ رضائے الہی کی عظیم کامیابی کو

پاسکے۔ داعی کے لیے بھی یہی منزل کامیابی کی ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے داعی کو جو طریقہ کاراپنا نے کی پہاہت کی گئی ہے اس میں حکمت، عمدہ فضیحت اور مجادلہ حسنہ شامل ہیں۔ دعوت حق کے داعی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی دعوت کی یقینی کامیابی کا دعویٰ کرے نہ ہی داعی کی دعوت برحق ہونے کی یہ علامت قرار دی جاسکتی ہے کہ اس کی دعوت کامیابی سے ہم کنار ہوئی یا نہیں۔ یعنی دعوت حق میں راست روی یا خفامت کی یہ علامت نہیں ہے کہ دنیاوی خزانے داعی یا دعوت کو قبول کرنے والوں کے قدموں میں ڈھیر ہو جائیں عصر حاضر میں بھی یہی اصول تبلیغ و دعوت موجود ہے جیسا کہ عہدِ نبوی میں تھا کہ داعیٰ حق یا سالکٰ حق کا دنیاوی لحاظ سے کامیاب ہونا یا ناکام ہونا اس کے برحق ہونے کے لحاظ سے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس کے برعکس صراطِ مستقیم کی دعوت دینے والے داعی و مبلغ کے برحق ہونے کی دلیل اس کا پابند شریعت ہونا ہے۔ مشرک، کافر، بد عہد اور حلال و حرام میں تمیز نہ رکھنے والا کبھی بھی تائید ایزدی کو نہیں پا سکتا۔ ایسا داعی ہو سکتا ہے کہ کسی دنیاوی غرض کے لیے دعوت و تبلیغ کی راہ اختیار کیے ہوئے ہو۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عام کردہ دعوت کی حکمت دنیاوی طریقہ دعوت سے جدا طور کی حامل ہے۔ دنیاوی اغراض و مقاصد اور ان کے حصول کے لیے کی جانے والی کاؤشیں اس طرح ہوتی ہیں کہ بڑھ چڑھ کر حافل منعقد کی جاتی ہیں۔ نیک نامی کے لیے تگ و دوکی جاتی ہے، شہرت کی بلندیوں کو چھونے کے لیے پاپڑ بیلے جاتے ہیں لیکن دعوتِ اسلامی اس سے جدا طور کی حامل ہوتی ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ جب بھی کفار کو دعوت دین دیتے تو کلامِ الہی کی تلاوت فرماتے جس کی تاثیر سے ماحول معطر ہو جاتا۔ (۱۳) اس روشن چراغ سے پھوٹنے والی کرنوں سے ماحول منور ہو جاتا اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کی مانند سامعین کے قلوب واذہان تازگی پاتے۔ یہ حقیقت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام پاک سن کر کفارِ مکہ نے سمجھ بھی لیا اور پہچان بھی لیا کہ یقیناً یہ انسانی کلام نہیں اور اس کا لانے والا اور خود یہ کلام دونوں برحق ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے قبول نہ کیا جس کی وجہ تک تاریخ میں یہ ملتی ہے کہ کہیں بنو عبد مناف ان سے شرف و عزت میں سبقت نہ لے جائیں۔ السیرۃ النبویۃ میں ابو جہل کا درج ذیل بیان نقل کیا گیا ہے:

”ماذَا سمعْتَ؟ تنازَعْنَا نحنُ وَ بَنُو عَبْدِ مَنَافَ الشَّرْفَ اطْعَمْنَا فاطْمَعْنَا وَ حَمَلْنَا فَحملَنَا وَاعْطَوْنَا فَاعْطَيْنَا حتَّى إِذَا تَجَاذَبَنَا عَلَى الرَّكْبِ وَكَنَا كَفَرْ سَيِّرَ رَهَانَ قَالُوا مَنَا بَنُى يَأْتِيهِ الْوَحْىُ مِنَ السَّمَاءِ فَمَتَى نَدْرَكَ مِثْلَ هَذِهِ وَاللَّهُ لَا نَوْمَنَ بِهِ أَبْدًا وَلَا نَصْدَقَهُ۔“ (۱۵)

”میں نے کیا سنا؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اور بنو عبد مناف کا جھگڑا اس بات پر تھا کہ قوم کا سردار کون ہے؟ اس شرف سیادت کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے بھی اپنے دستِ خوان کو وسیع کیا اور ہر غریب مسکین کو کھانا کھلایا اور ہم نے بھی۔ انہوں نے بھی لوگوں کے بوجھ اٹھائے اور ہم نے بھی انہوں نے بھی لوگوں کو دیا اور ہم نے بھی اور جب ہم مقابلہ کے دو گھوڑوں کی مانند ہو گئے تو انہوں نے اپاٹک اعلان کر دیا کہ ہم میں سے ایک شخص بنی

ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے ہم یہ دعویٰ کیسے کر سکتے تھے۔ بخداہم تو اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور نہ اس کی تقدیق کریں گے۔“

کفار کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ دعوت کو قبول کرنے میں جو شرطے مانع تھی وہ ان کے ذاتی اوصاف تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ہٹ دھری، تکبر، دنیاوی فوائد کی ہوس، دنیاوی زندگی کا لالج اور موت کا خوف، حسد، تنگ نظری، آباؤ اجداد یا نسب پر فخر اور ان جیسے دوسرے امراض نفس جو قرآن کی رو سے انسان کو شتمی حق اور ایمان بالآخرت سے روک دیتے ہیں۔ یہ کفار مکہ میں پائے جاتے تھے نہ صرف یہ بلکہ جو بھی دعوت دین ان کی ساعتوں سے نکراتی ان کے ان امراض میں اور شدت آجائی۔ یہاں تک کہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے مٹھی بھر ساتھیوں کے جانی دشمن بن گئے اور تاریخ میں ان کے کروار منفی نوعیت اختیار کر گئے۔ (۱۶)

ایسے مخاطب کو تبلیغ کرنا یا نہ کرنا براہر ہے کیونکہ وہ کفر و باطل کے اندر مزید گھرائی میں تو جا سکتے ہیں البتہ اس سے ان کا نکلا اس لیے ناممکن ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر قبول حق کے لیے ہرگز قادر ہے۔ (۱۷)

کفار مکہ کے مظالم کے جواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حلم کا مظاہرہ فرمایا۔ آپؐ نے لوگوں کو ہمیشہ حق قبول کرنے کی مہلت دی۔ آپؐ نے ریزے کو گوہر بنانے، ذرے کو آفتباً بنانے اور پھر کوموم بنانے کے لیے محنت کی۔ آپؐ نے ہمیشہ کفار کے لیے دعاۓ خیر فرمائی۔ ان کے قلوب واذہان کے بندرو روا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ آپؐ کی دعوت کی معراج یہ تھی کہ آپؐ نے کفار کے مظالم کے جواب میں ان کے لیے دعاۓ خیر فرمائی۔

اس کی ایک مثال وہ دعا ہے جو آپؐ نے اہل طائف کے پر تشدد اور ہتھ آمیزو دیے کے جواب میں ان کے لیے فرمائی:

”اللهم إني أشكوا إليك ضعف قوتي وقلة حيلتي وهو انى على الناس يا ارحم الرحمين أنت رب المستضعفين وأنت ربى الى من تكلنى الى بعيد يتجهعنى أو الى عدو ملكته امرى۔ ان لم يكن بك على غضب فلا أبالي ولكن عافيتك أوسع لي۔ أعود بنور وجهك الذى أشرقت له الظلمات وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة من أن تنزلى بي غضبك او تحمل على سخطك لك العقبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة الا بك۔“ (۱۸)

”اے پروردگار میں اپنی طاقت کی کمزوری اپنی قبّت عمل کی کمی، لوگوں کی نظرؤں میں اپنی بے بی کا شکوہ تیری بار گاہ میں کرتا ہوں۔ اے ارحم الرحیم تو کمزوروں کا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے جو مجھے کس کے حوالے فرماتا ہے ایسے بجید کے حوالے جو ترش روئی سے میرے ساتھ پیش آتا ہے۔ کیا کسی دشمن کو تو نے میری قسمت کا مالک بنادیا ہے اگر تو مجھ پر ناراض نہ ہو تو مجھے ان تکالیف کی ذرا پروا نہیں پھر بھی تیری طرف سے عافیت اور سلامتی میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے نور کے ساتھ جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔

اور دنیا و آخرت کے کام سنبھول جاتے ہیں کہ تو نازل کرے اپنا غصب مجھ پر اور تو اتارے مجھ پر اپنی ناراضگی۔ میں تیری رضا طلب کرتا ہوں گا یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ تیری ذات کے بغیر نہ میرے پاس کوئی طاقت ہے نہ قوت اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اہل طائف کی بد اعمال کی سزا دینے کے لیے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

”أَرْجُو أَنْ يَخْرُجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ لَا يُشَرِّكُ بِهِ شَيْئًا۔“ (۱۹)

”میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آئندہ نسلوں سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔“

یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپؐ داعیِ اعظم ہیں کسی خیر خواہ اور مخلص شخص کے لیے دعا تو ہمیشہ دل سے نکلنے ہے مگر کسی بذریعین دشمن کے لیے دعا نے خیر کرنا انتہائی کٹھن مرحلہ نفس ہے۔ آپؐ کی دعوت و تبلیغ کی حکمت کاملہ اس سے مزین ہے۔ نفس کے امراض کے معانلح کے طور پر آپؐ نے اپنی ذات پاک کو مشرکین مکہ کی فلاح و ہدایت کے لیے پیش کیا۔ ایسا عمل کوئی ماہر سے ماہر معانلح نفسيات بھی نہیں کر پاتا اور نہ ہی اس ارفع نفسياتی عمل کی حکمت کو ہر کوئی پا سکتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسن سے مذکورہ بالامثالیں داعی و مبلغ کے لیے نمونہ عمل ہیں۔

ارشادِ الہی ہے:

﴿فَوْلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ إِذْفَعَ بِالْتَّى هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي يَبْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةً كَانَهُ وَلَىٰ حَمْمَمٌ﴾ (۲۰)

”یہی اور بدی برابر نہیں ہیں تو بدی کو اس طریقہ سے دور کر جو بہترین ہے پھر دیکھ کے جس کے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا گرم جوش دوست بن جائے گا۔“

اس آیت کریمہ کی روشنی میں آپؐ کا عمل ہمیشہ برائی کے مقابلے میں یہی کے مظاہرے پر مبنی رہا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم مزاجی کے بارے میں ایک روایت یہاں بیان کی جاتی ہے:

”عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم شيئاً قط بيده ولا امرأة ولا خادما إلا أن يجاهد في سبيل الله وما نيل منه شيء فقط فيتقى من صاحبه إلا أن ينتهك شيئاً من محارم الله فيتقى لله عزوجل.“ (۲۱)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو، عورت کو نہ خادم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہاں مگر آپؐ اللہ کی راہمیں جہاد کرتے اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کبھی آپؐ کو کسی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی اور آپؐ نے تکلیف پہنچانے والے سے بدله لیا ہو۔ ہاں اگر اللہ کے محارم میں سے کسی چیز کی ہٹک کی جاتی تو آپؐ یقیناً اللہ کے لیے انتقام لیتے۔“

داعی کی شخصیت میں وقار کا ہونا ایسا غصہ ہے جو اسے اس اہم فریضہ کی انجام دہی میں معاونت دیتا ہے۔ یہ نہ

صرف داعی کی شخصیت کا مظہر ہے بلکہ اس بات کا اظہار بھی ہے کہ داعی جس اہم امر کی جانب مختارین کی توجہ مبذول کرا رہا ہے خود بھی اس پر عمل پیرا ہے۔ دوسرے الفاظ میں داعی کی پر وقار شخصیت اس کے عالم باعمل ہونے کی بھی نشان دہی کرتی ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

”عن عائشة رضي الله عنها قالت ما رأيت النبي صلی اللہ علیہ وسلم مستجتمعاً فقط ضاحكا حتى أرى منه لهواه إنما كان يتسم.“ (۲۲)

”میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فقہہ مار کر ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے لگے کے کوئے نظر آنے لگیں آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔“

دنیاوی انعام یا لائقِ مبلغ کے پیش نظر نہ ہونا چاہیے اور فریضہ دعوت و تبلیغِ محض اعلاءے کلمۃ اللہ اور تحفظ غایاتِ اسلامی کے لیے کیا جائے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس ضمن میں درج ذیل روایت کی روشنی میں ہمارے سامنے ہے:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللهم ارزق الْمُحَمَّدَ قُوتاً.“ (۲۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو صرف اتنی روزی دے جس سے ان کے جسم کا رشتہ برقرارہ سکے۔“

اس طرح ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں داعی کے اوصافِ اعلیٰ سے بخوبی آگاہ ہوا جاتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پر حکمت انتقالی دعوت نے قلیل عرصہ میں خطہ عرب میں انتقالی اخلاقی تبدیلی برپا کی۔ اس میں داعی کے لیے جو اعلیٰ اوصاف اختیار کرنے کی ہدایت ملتی ہے اس میں راست گوئی اور ایسا یہ عہد دو، اہم اوصاف ہیں۔

”رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دعا باز کے لیے قیامت کے دن ایک جنڈا ہو گا ایک روایت میں ہے کہ وہ (جنڈا) بلند کیا جائے گا اور اس بندے کو دیکھ کر لوگ پہچان لیں گے کہ یہ دعا باز تھا۔“ (۲۴)

ارشاداتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں دعوت و تبلیغ کے جملہ پہلوؤں کے بارے میں مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ جن کو مختصر آبیان کرنا مشکل امر ہے۔ یہ وہ بحرذ خار ہے جس میں ان گنت جواہر زیرے کیجا ہیں۔ آپؐ کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے خطہ عرب کے بادیوں کے قلوب واذہان سے ظلمت دور کر کے انہیں ضوفتائی عطا کر دی۔

بقول صفتی الرحمن مبارکپوریؒ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کو ایمانی مرغوبات کے ذریعے مسلسل روحانی غذا فراہم کر رہے تھے۔ تعلیم کتاب و حکمت کے ذریعے ان کے نفع کا تزکیہ فرماتے تھے۔ نہایت وقیق اور گہری تربیت دے رہے تھے اور

روح کی باندی، قلب کی صفائی، اخلاق کی پاکیزگی، مادیات کے غلبے سے آزادی، شہوات کی مقاومت اور رب  
 السموت والارض کی کشش کے مقامات کی جانب ان کے نفوں قدسیہ کی حدی خوانی فرمارہے تھے۔ آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ان کے دلوں کی بھجتی ہوئی چنگاری کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تبدیل کر دیتے تھے۔ اور انہیں تاریکیوں  
 سے نکال کر نور زار ہدایت میں پہنچا رہے تھے۔ انہیں اذیتوں پر صبر کی تلقین فرماتے تھے اور شریفانہ درگزار ضبط  
 نفس کی ہدایت دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی دینی پچشتی فروں تر ہوتی گئی اور وہ شہوات سے کنارہ کشی،  
 رضاۓ الہی کی راہ میں جاثری، جنت کے شوق، علم کی حرص، دین کی سمجھ، نفس کے محابے، جذبات کو دبانے،  
 رحمات کو موڑنے، بہجانات کی لہروں پر قابو پانے اور صبر و سکون اور عز و وقار کی پابندی کرنے میں انسانیت کا  
 نادرہ روزگار نمونہ بن گئے۔ (۲۵)

- ۱۔ ۷۶۷۹۔  
 ۲۔ ۷۶۸۰۔  
 ۳۔ ۷۶۸۱۔  
 ۴۔ ۷۶۸۲۔  
 ۵۔ ۷۶۸۳۔  
 ۶۔ ۷۶۸۴۔  
 ۷۔ ۷۶۸۵۔  
 ۸۔ ۷۶۸۶۔  
 ۹۔ ۷۶۸۷۔  
 ۱۰۔ ۷۶۸۸۔  
 ۱۱۔ ۷۶۸۹۔  
 ۱۲۔ ۷۶۹۰۔  
 ۱۳۔ ۷۶۹۱۔  
 ۱۴۔ ۷۶۹۲۔  
 ۱۵۔ ۷۶۹۳۔  
 ۱۶۔ ۷۶۹۴۔  
 ۱۷۔ ۷۶۹۵۔  
 ۱۸۔ ۷۶۹۶۔  
 ۱۹۔ ۷۶۹۷۔  
 ۲۰۔ ۷۶۹۸۔  
 ۲۱۔ ۷۶۹۹۔  
 ۲۲۔ ۷۷۰۰۔  
 ۲۳۔ ۷۷۰۱۔  
 ۲۴۔ ۷۷۰۲۔  
 ۲۵۔ ۷۷۰۳۔  
 ۲۶۔ ۷۷۰۴۔  
 ۲۷۔ ۷۷۰۵۔  
 ۲۸۔ ۷۷۰۶۔  
 ۲۹۔ ۷۷۰۷۔  
 ۳۰۔ ۷۷۰۸۔  
 ۳۱۔ ۷۷۰۹۔  
 ۳۲۔ ۷۷۱۰۔  
 ۳۳۔ ۷۷۱۱۔  
 ۳۴۔ ۷۷۱۲۔  
 ۳۵۔ ۷۷۱۳۔  
 ۳۶۔ ۷۷۱۴۔  
 ۳۷۔ ۷۷۱۵۔  
 ۳۸۔ ۷۷۱۶۔  
 ۳۹۔ ۷۷۱۷۔  
 ۴۰۔ ۷۷۱۸۔  
 ۴۱۔ ۷۷۱۹۔  
 ۴۲۔ ۷۷۲۰۔  
 ۴۳۔ ۷۷۲۱۔  
 ۴۴۔ ۷۷۲۲۔  
 ۴۵۔ ۷۷۲۳۔  
 ۴۶۔ ۷۷۲۴۔  
 ۴۷۔ ۷۷۲۵۔  
 ۴۸۔ ۷۷۲۶۔  
 ۴۹۔ ۷۷۲۷۔  
 ۵۰۔ ۷۷۲۸۔  
 ۵۱۔ ۷۷۲۹۔  
 ۵۲۔ ۷۷۳۰۔  
 ۵۳۔ ۷۷۳۱۔  
 ۵۴۔ ۷۷۳۲۔  
 ۵۵۔ ۷۷۳۳۔  
 ۵۶۔ ۷۷۳۴۔  
 ۵۷۔ ۷۷۳۵۔  
 ۵۸۔ ۷۷۳۶۔  
 ۵۹۔ ۷۷۳۷۔  
 ۶۰۔ ۷۷۳۸۔  
 ۶۱۔ ۷۷۳۹۔  
 ۶۲۔ ۷۷۴۰۔  
 ۶۳۔ ۷۷۴۱۔  
 ۶۴۔ ۷۷۴۲۔  
 ۶۵۔ ۷۷۴۳۔  
 ۶۶۔ ۷۷۴۴۔  
 ۶۷۔ ۷۷۴۵۔  
 ۶۸۔ ۷۷۴۶۔  
 ۶۹۔ ۷۷۴۷۔  
 ۷۰۔ ۷۷۴۸۔  
 ۷۱۔ ۷۷۴۹۔  
 ۷۲۔ ۷۷۵۰۔  
 ۷۳۔ ۷۷۵۱۔  
 ۷۴۔ ۷۷۵۲۔  
 ۷۵۔ ۷۷۵۳۔  
 ۷۶۔ ۷۷۵۴۔  
 ۷۷۔ ۷۷۵۵۔  
 ۷۸۔ ۷۷۵۶۔  
 ۷۹۔ ۷۷۵۷۔  
 ۸۰۔ ۷۷۵۸۔  
 ۸۱۔ ۷۷۵۹۔  
 ۸۲۔ ۷۷۶۰۔  
 ۸۳۔ ۷۷۶۱۔  
 ۸۴۔ ۷۷۶۲۔  
 ۸۵۔ ۷۷۶۳۔  
 ۸۶۔ ۷۷۶۴۔  
 ۸۷۔ ۷۷۶۵۔  
 ۸۸۔ ۷۷۶۶۔  
 ۸۹۔ ۷۷۶۷۔  
 ۹۰۔ ۷۷۶۸۔  
 ۹۱۔ ۷۷۶۹۔  
 ۹۲۔ ۷۷۷۰۔  
 ۹۳۔ ۷۷۷۱۔  
 ۹۴۔ ۷۷۷۲۔  
 ۹۵۔ ۷۷۷۳۔  
 ۹۶۔ ۷۷۷۴۔  
 ۹۷۔ ۷۷۷۵۔  
 ۹۸۔ ۷۷۷۶۔  
 ۹۹۔ ۷۷۷۷۔  
 ۱۰۰۔ ۷۷۷۸۔  
 ۱۰۱۔ ۷۷۷۹۔  
 ۱۰۲۔ ۷۷۸۰۔  
 ۱۰۳۔ ۷۷۸۱۔  
 ۱۰۴۔ ۷۷۸۲۔  
 ۱۰۵۔ ۷۷۸۳۔  
 ۱۰۶۔ ۷۷۸۴۔  
 ۱۰۷۔ ۷۷۸۵۔  
 ۱۰۸۔ ۷۷۸۶۔  
 ۱۰۹۔ ۷۷۸۷۔  
 ۱۱۰۔ ۷۷۸۸۔  
 ۱۱۱۔ ۷۷۸۹۔  
 ۱۱۲۔ ۷۷۹۰۔  
 ۱۱۳۔ ۷۷۹۱۔  
 ۱۱۴۔ ۷۷۹۲۔  
 ۱۱۵۔ ۷۷۹۳۔  
 ۱۱۶۔ ۷۷۹۴۔  
 ۱۱۷۔ ۷۷۹۵۔  
 ۱۱۸۔ ۷۷۹۶۔  
 ۱۱۹۔ ۷۷۹۷۔  
 ۱۲۰۔ ۷۷۹۸۔  
 ۱۲۱۔ ۷۷۹۹۔  
 ۱۲۲۔ ۷۷۱۰۔  
 ۱۲۳۔ ۷۷۱۱۔  
 ۱۲۴۔ ۷۷۱۲۔  
 ۱۲۵۔ ۷۷۱۳۔  
 ۱۲۶۔ ۷۷۱۴۔  
 ۱۲۷۔ ۷۷۱۵۔  
 ۱۲۸۔ ۷۷۱۶۔  
 ۱۲۹۔ ۷۷۱۷۔  
 ۱۳۰۔ ۷۷۱۸۔  
 ۱۳۱۔ ۷۷۱۹۔  
 ۱۳۲۔ ۷۷۲۰۔  
 ۱۳۳۔ ۷۷۲۱۔  
 ۱۳۴۔ ۷۷۲۲۔  
 ۱۳۵۔ ۷۷۲۳۔  
 ۱۳۶۔ ۷۷۲۴۔  
 ۱۳۷۔ ۷۷۲۵۔  
 ۱۳۸۔ ۷۷۲۶۔  
 ۱۳۹۔ ۷۷۲۷۔  
 ۱۴۰۔ ۷۷۲۸۔  
 ۱۴۱۔ ۷۷۲۹۔  
 ۱۴۲۔ ۷۷۳۰۔  
 ۱۴۳۔ ۷۷۳۱۔  
 ۱۴۴۔ ۷۷۳۲۔  
 ۱۴۵۔ ۷۷۳۳۔  
 ۱۴۶۔ ۷۷۳۴۔  
 ۱۴۷۔ ۷۷۳۵۔  
 ۱۴۸۔ ۷۷۳۶۔  
 ۱۴۹۔ ۷۷۳۷۔  
 ۱۵۰۔ ۷۷۳۸۔  
 ۱۵۱۔ ۷۷۳۹۔  
 ۱۵۲۔ ۷۷۴۰۔  
 ۱۵۳۔ ۷۷۴۱۔  
 ۱۵۴۔ ۷۷۴۲۔  
 ۱۵۵۔ ۷۷۴۳۔  
 ۱۵۶۔ ۷۷۴۴۔  
 ۱۵۷۔ ۷۷۴۵۔  
 ۱۵۸۔ ۷۷۴۶۔  
 ۱۵۹۔ ۷۷۴۷۔  
 ۱۶۰۔ ۷۷۴۸۔  
 ۱۶۱۔ ۷۷۴۹۔  
 ۱۶۲۔ ۷۷۵۰۔  
 ۱۶۳۔ ۷۷۵۱۔  
 ۱۶۴۔ ۷۷۵۲۔  
 ۱۶۵۔ ۷۷۵۳۔  
 ۱۶۶۔ ۷۷۵۴۔  
 ۱۶۷۔ ۷۷۵۵۔  
 ۱۶۸۔ ۷۷۵۶۔  
 ۱۶۹۔ ۷۷۵۷۔  
 ۱۷۰۔ ۷۷۵۸۔  
 ۱۷۱۔ ۷۷۵۹۔  
 ۱۷۲۔ ۷۷۶۰۔  
 ۱۷۳۔ ۷۷۶۱۔  
 ۱۷۴۔ ۷۷۶۲۔  
 ۱۷۵۔ ۷۷۶۳۔  
 ۱۷۶۔ ۷۷۶۴۔  
 ۱۷۷۔ ۷۷۶۵۔  
 ۱۷۸۔ ۷۷۶۶۔  
 ۱۷۹۔ ۷۷۶۷۔  
 ۱۸۰۔ ۷۷۶۸۔  
 ۱۸۱۔ ۷۷۶۹۔  
 ۱۸۲۔ ۷۷۷۰۔  
 ۱۸۳۔ ۷۷۷۱۔  
 ۱۸۴۔ ۷۷۷۲۔  
 ۱۸۵۔ ۷۷۷۳۔  
 ۱۸۶۔ ۷۷۷۴۔  
 ۱۸۷۔ ۷۷۷۵۔  
 ۱۸۸۔ ۷۷۷۶۔  
 ۱۸۹۔ ۷۷۷۷۔  
 ۱۹۰۔ ۷۷۷۸۔  
 ۱۹۱۔ ۷۷۷۹۔  
 ۱۹۲۔ ۷۷۷۱۰۔  
 ۱۹۳۔ ۷۷۷۱۱۔  
 ۱۹۴۔ ۷۷۷۱۲۔  
 ۱۹۵۔ ۷۷۷۱۳۔  
 ۱۹۶۔ ۷۷۷۱۴۔  
 ۱۹۷۔ ۷۷۷۱۵۔  
 ۱۹۸۔ ۷۷۷۱۶۔  
 ۱۹۹۔ ۷۷۷۱۷۔  
 ۲۰۰۔ ۷۷۷۱۸۔  
 ۲۰۱۔ ۷۷۷۱۹۔  
 ۲۰۲۔ ۷۷۷۲۰۔  
 ۲۰۳۔ ۷۷۷۲۱۔  
 ۲۰۴۔ ۷۷۷۲۲۔  
 ۲۰۵۔ ۷۷۷۲۳۔  
 ۲۰۶۔ ۷۷۷۲۴۔  
 ۲۰۷۔ ۷۷۷۲۵۔  
 ۲۰۸۔ ۷۷۷۲۶۔  
 ۲۰۹۔ ۷۷۷۲۷۔  
 ۲۱۰۔ ۷۷۷۲۸۔  
 ۲۱۱۔ ۷۷۷۲۹۔  
 ۲۱۲۔ ۷۷۷۳۰۔  
 ۲۱۳۔ ۷۷۷۳۱۔  
 ۲۱۴۔ ۷۷۷۳۲۔  
 ۲۱۵۔ ۷۷۷۳۳۔  
 ۲۱۶۔ ۷۷۷۳۴۔  
 ۲۱۷۔ ۷۷۷۳۵۔  
 ۲۱۸۔ ۷۷۷۳۶۔  
 ۲۱۹۔ ۷۷۷۳۷۔  
 ۲۲۰۔ ۷۷۷۳۸۔  
 ۲۲۱۔ ۷۷۷۳۹۔  
 ۲۲۲۔ ۷۷۷۴۰۔  
 ۲۲۳۔ ۷۷۷۴۱۔  
 ۲۲۴۔ ۷۷۷۴۲۔  
 ۲۲۵۔ ۷۷۷۴۳۔  
 ۲۲۶۔ ۷۷۷۴۴۔  
 ۲۲۷۔ ۷۷۷۴۵۔  
 ۲۲۸۔ ۷۷۷۴۶۔  
 ۲۲۹۔ ۷۷۷۴۷۔  
 ۲۳۰۔ ۷۷۷۴۸۔  
 ۲۳۱۔ ۷۷۷۴۹۔  
 ۲۳۲۔ ۷۷۷۵۰۔  
 ۲۳۳۔ ۷۷۷۵۱۔  
 ۲۳۴۔ ۷۷۷۵۲۔  
 ۲۳۵۔ ۷۷۷۵۳۔  
 ۲۳۶۔ ۷۷۷۵۴۔  
 ۲۳۷۔ ۷۷۷۵۵۔  
 ۲۳۸۔ ۷۷۷۵۶۔  
 ۲۳۹۔ ۷۷۷۵۷۔  
 ۲۴۰۔ ۷۷۷۵۸۔  
 ۲۴۱۔ ۷۷۷۵۹۔  
 ۲۴۲۔ ۷۷۷۶۰۔  
 ۲۴۳۔ ۷۷۷۶۱۔  
 ۲۴۴۔ ۷۷۷۶۲۔  
 ۲۴۵۔ ۷۷۷۶۳۔  
 ۲۴۶۔ ۷۷۷۶۴۔  
 ۲۴۷۔ ۷۷۷۶۵۔  
 ۲۴۸۔ ۷۷۷۶۶۔  
 ۲۴۹۔ ۷۷۷۶۷۔  
 ۲۵۰۔ ۷۷۷۶۸۔  
 ۲۵۱۔ ۷۷۷۶۹۔  
 ۲۵۲۔ ۷۷۷۷۰۔  
 ۲۵۳۔ ۷۷۷۷۱۔  
 ۲۵۴۔ ۷۷۷۷۲۔  
 ۲۵۵۔ ۷۷۷۷۳۔  
 ۲۵۶۔ ۷۷۷۷۴۔  
 ۲۵۷۔ ۷۷۷۷۵۔  
 ۲۵۸۔ ۷۷۷۷۶۔  
 ۲۵۹۔ ۷۷۷۷۷۔  
 ۲۶۰۔ ۷۷۷۷۸۔  
 ۲۶۱۔ ۷۷۷۷۹۔  
 ۲۶۲۔ ۷۷۷۸۰۔  
 ۲۶۳۔ ۷۷۷۸۱۔  
 ۲۶۴۔ ۷۷۷۸۲۔  
 ۲۶۵۔ ۷۷۷۸۳۔  
 ۲۶۶۔ ۷۷۷۸۴۔  
 ۲۶۷۔ ۷۷۷۸۵۔  
 ۲۶۸۔ ۷۷۷۸۶۔  
 ۲۶۹۔ ۷۷۷۸۷۔  
 ۲۷۰۔ ۷۷۷۸۸۔  
 ۲۷۱۔ ۷۷۷۸۹۔  
 ۲۷۲۔ ۷۷۷۹۰۔  
 ۲۷۳۔ ۷۷۷۹۱۔  
 ۲۷۴۔ ۷۷۷۹۲۔  
 ۲۷۵۔ ۷۷۷۹۳۔  
 ۲۷۶۔ ۷۷۷۹۴۔  
 ۲۷۷۔ ۷۷۷۹۵۔  
 ۲۷۸۔ ۷۷۷۹۶۔  
 ۲۷۹۔ ۷۷۷۹۷۔  
 ۲۸۰۔ ۷۷۷۹۸۔  
 ۲۸۱۔ ۷۷۷۹۹۔  
 ۲۸۲۔ ۷۷۷۱۰۔  
 ۲۸۳۔ ۷۷۷۱۱۔  
 ۲۸۴۔ ۷۷۷۱۲۔  
 ۲۸۵۔ ۷۷۷۱۳۔  
 ۲۸۶۔ ۷۷۷۱۴۔  
 ۲۸۷۔ ۷۷۷۱۵۔  
 ۲۸۸۔ ۷۷۷۱۶۔  
 ۲۸۹۔ ۷۷۷۱۷۔  
 ۲۹۰۔ ۷۷۷۱۸۔  
 ۲۹۱۔ ۷۷۷۱۹۔  
 ۲۹۲۔ ۷۷۷۲۰۔  
 ۲۹۳۔ ۷۷۷۲۱۔  
 ۲۹۴۔ ۷۷۷۲۲۔  
 ۲۹۵۔ ۷۷۷۲۳۔  
 ۲۹۶۔ ۷۷۷۲۴۔  
 ۲۹۷۔ ۷۷۷۲۵۔  
 ۲۹۸۔ ۷۷۷۲۶۔  
 ۲۹۹۔ ۷۷۷۲۷۔  
 ۳۰۰۔ ۷۷۷۲۸۔  
 ۳۰۱۔ ۷۷۷۲۹۔  
 ۳۰۲۔ ۷۷۷۳۰۔  
 ۳۰۳۔ ۷۷۷۳۱۔  
 ۳۰۴۔ ۷۷۷۳۲۔  
 ۳۰۵۔ ۷۷۷۳۳۔  
 ۳۰۶۔ ۷۷۷۳۴۔  
 ۳۰۷۔ ۷۷۷۳۵۔  
 ۳۰۸۔ ۷۷۷۳۶۔  
 ۳۰۹۔ ۷۷۷۳۷۔  
 ۳۱۰۔ ۷۷۷۳۸۔  
 ۳۱۱۔ ۷۷۷۳۹۔  
 ۳۱۲۔ ۷۷۷۴۰۔  
 ۳۱۳۔ ۷۷۷۴۱۔  
 ۳۱۴۔ ۷۷۷۴۲۔  
 ۳۱۵۔ ۷۷۷۴۳۔  
 ۳۱۶۔ ۷۷۷۴۴۔  
 ۳۱۷۔ ۷۷۷۴۵۔  
 ۳۱۸۔ ۷۷۷۴۶۔  
 ۳۱۹۔ ۷۷۷۴۷۔  
 ۳۲۰۔ ۷۷۷۴۸۔  
 ۳۲۱۔ ۷۷۷۴۹۔  
 ۳۲۲۔ ۷۷۷۵۰۔  
 ۳۲۳۔ ۷۷۷۵۱۔  
 ۳۲۴۔ ۷۷۷۵۲۔  
 ۳۲۵۔ ۷۷۷۵۳۔  
 ۳۲۶۔ ۷۷۷۵۴۔  
 ۳۲۷۔ ۷۷۷۵۵۔  
 ۳۲۸۔ ۷۷۷۵۶۔  
 ۳۲۹۔ ۷۷۷۵۷۔  
 ۳۳۰۔ ۷۷۷۵۸۔  
 ۳۳۱۔ ۷۷۷۵۹۔  
 ۳۳۲۔ ۷۷۷۶۰۔  
 ۳۳۳۔ ۷۷۷۶۱۔  
 ۳۳۴۔ ۷۷۷۶۲۔  
 ۳۳۵۔ ۷۷۷۶۳۔  
 ۳۳۶۔ ۷۷۷۶۴۔  
 ۳۳۷۔ ۷۷۷۶۵۔  
 ۳۳۸۔ ۷۷۷۶۶۔  
 ۳۳۹۔ ۷۷۷۶۷۔  
 ۳۴۰۔ ۷۷۷۶۸۔  
 ۳۴۱۔ ۷۷۷۶۹۔  
 ۳۴۲۔ ۷۷۷۷۰۔  
 ۳۴۳۔ ۷۷۷۷۱۔  
 ۳۴۴۔ ۷۷۷۷۲۔  
 ۳۴۵۔ ۷۷۷۷۳۔  
 ۳۴۶۔ ۷۷۷۷۴۔  
 ۳۴۷۔ ۷۷۷۷۵۔  
 ۳۴۸۔ ۷۷۷۷۶۔  
 ۳۴۹۔ ۷۷۷۷۷۔  
 ۳۵۰۔ ۷۷۷۷۸۔  
 ۳۵۱۔ ۷۷۷۷۹۔  
 ۳۵۲۔ ۷۷۷۸۰۔  
 ۳۵۳۔ ۷۷۷۸۱۔  
 ۳۵۴۔ ۷۷۷۸۲۔  
 ۳۵۵۔ ۷۷۷۸۳۔  
 ۳۵۶۔ ۷۷۷۸۴۔  
 ۳۵۷۔ ۷۷۷۸۵۔  
 ۳۵۸۔ ۷۷۷۸۶۔  
 ۳۵۹۔ ۷۷۷۸۷۔  
 ۳۶۰۔ ۷۷۷۸۸۔  
 ۳۶۱۔ ۷۷۷۸۹۔  
 ۳۶۲۔ ۷۷۷۹۰۔  
 ۳۶۳۔ ۷۷۷۹۱۔  
 ۳۶۴۔ ۷۷۷۹۲۔  
 ۳۶۵۔ ۷۷۷۹۳۔  
 ۳۶۶۔ ۷۷۷۹۴۔  
 ۳۶۷۔ ۷۷۷۹۵۔  
 ۳۶۸۔ ۷۷۷۹۶۔  
 ۳۶۹۔ ۷۷۷۹۷۔  
 ۳۷۰۔ ۷۷۷۹۸۔  
 ۳۷۱۔ ۷۷۷۹۹۔  
 ۳۷۲۔ ۷۷۷۱۰۔  
 ۳۷۳۔ ۷۷۷۱۱۔  
 ۳۷۴۔ ۷۷۷۱۲۔  
 ۳۷۵۔ ۷۷۷۱۳۔  
 ۳۷۶۔ ۷۷۷۱۴۔  
 ۳۷۷۔ ۷۷۷۱۵۔  
 ۳۷۸۔ ۷۷۷۱۶۔  
 ۳۷۹۔ ۷۷۷۱۷۔  
 ۳۸۰۔ ۷۷۷۱۸۔  
 ۳۸۱۔ ۷۷۷۱۹۔  
 ۳۸۲۔ ۷۷۷۲۰۔  
 ۳۸۳۔ ۷۷۷۲۱۔  
 ۳۸۴۔ ۷۷۷۲۲۔  
 ۳۸۵۔ ۷۷۷۲۳۔  
 ۳۸۶۔ ۷۷۷۲۴۔  
 ۳۸۷۔ ۷۷۷۲۵۔  
 ۳۸۸۔ ۷۷۷۲۶۔  
 ۳۸۹۔ ۷۷۷۲۷۔  
 ۳۹۰۔ ۷۷۷۲۸۔  
 ۳۹۱۔ ۷۷۷۲۹۔  
 ۳۹۲۔ ۷۷۷۳۰۔  
 ۳۹۳۔ ۷۷۷۳۱۔  
 ۳۹۴۔ ۷۷۷۳۲۔  
 ۳۹۵۔ ۷۷۷۳۳۔  
 ۳۹۶۔ ۷۷۷۳۴۔  
 ۳۹۷۔ ۷۷۷۳۵۔  
 ۳۹۸۔ ۷۷۷۳۶۔  
 ۳۹۹۔ ۷۷۷۳۷۔  
 ۴۰۰۔ ۷۷۷۳۸۔  
 ۴۰۱۔ ۷۷۷۳۹۔  
 ۴۰۲۔ ۷۷۷۴۰۔  
 ۴۰۳۔ ۷۷۷۴۱۔  
 ۴۰۴۔ ۷۷۷۴۲۔  
 ۴۰۵۔ ۷۷۷۴۳۔  
 ۴۰۶۔ ۷۷۷۴۴۔  
 ۴۰۷۔ ۷۷۷۴۵۔  
 ۴۰۸۔ ۷۷۷۴۶۔  
 ۴۰۹۔ ۷۷۷۴۷۔  
 ۴۱۰۔ ۷۷۷۴۸۔  
 ۴۱۱۔ ۷۷۷۴۹۔  
 ۴۱۲۔ ۷۷۷۵۰۔  
 ۴۱۳۔ ۷۷۷۵۱۔  
 ۴۱۴۔ ۷۷۷۵۲۔  
 ۴۱۵۔ ۷۷۷۵۳۔  
 ۴۱۶۔ ۷۷۷۵۴۔  
 ۴۱۷۔ ۷۷۷۵۵۔  
 ۴۱۸۔ ۷۷۷۵۶۔  
 ۴۱۹۔ ۷۷۷۵۷۔  
 ۴۲۰۔ ۷۷۷۵۸۔  
 ۴۲۱۔ ۷۷۷۵۹۔  
 ۴۲۲۔ ۷۷۷۶۰۔  
 ۴۲۳۔ ۷۷۷۶۱۔  
 ۴۲۴۔ ۷۷۷۶۲۔  
 ۴۲۵۔ ۷۷۷۶۳۔  
 ۴۲۶۔ ۷۷۷۶۴۔  
 ۴۲۷۔ ۷۷۷۶۵۔  
 ۴۲۸۔ ۷۷۷۶۶۔  
 ۴۲۹۔ ۷۷۷۶۷۔  
 ۴۳۰۔ ۷۷۷۶۸۔  
 ۴۳۱۔ ۷۷۷۶۹۔  
 ۴۳۲۔ ۷۷۷۷۰۔  
 ۴۳۳۔ ۷۷۷۷۱۔  
 ۴۳۴۔ ۷۷۷۷۲۔  
 ۴۳۵۔ ۷۷۷۷۳۔  
 ۴۳۶۔ ۷۷۷۷۴۔  
 ۴۳۷۔ ۷۷۷۷۵۔  
 ۴۳۸۔ ۷۷۷۷۶۔  
 ۴۳۹۔ ۷۷۷۷۷۔  
 ۴۴۰۔ ۷۷۷۷۸۔  
 ۴۴۱۔ ۷۷۷۷۹۔  
 ۴۴۲۔ ۷۷۷۸۰۔  
 ۴۴۳۔ ۷۷۷۸۱۔  
 ۴۴۴۔ ۷۷۷۸۲۔  
 ۴۴۵۔ ۷۷۷۸۳۔  
 ۴۴۶۔ ۷۷۷۸۴۔  
 ۴۴۷۔ ۷۷۷۸۵۔  
 ۴۴۸۔ ۷۷۷۸۶۔  
 ۴۴۹۔ ۷۷۷۸۷۔  
 ۴۵۰۔ ۷۷۷۸۸۔  
 ۴۵۱۔ ۷۷۷۸۹۔  
 ۴۵۲۔ ۷۷۷۹۰۔  
 ۴۵۳۔ ۷۷۷۹۱۔  
 ۴۵۴۔ ۷۷۷۹۲۔  
 ۴۵۵۔ ۷۷۷۹۳۔  
 ۴۵۶۔ ۷۷۷۹۴۔  
 ۴۵۷۔ ۷۷۷۹۵۔  
 ۴۵۸۔ ۷۷۷۹۶۔  
 ۴۵۹۔ ۷۷۷۹۷۔  
 ۴۶۰۔ ۷۷۷۹۸۔  
 ۴۶۱۔ ۷۷۷۹۹۔  
 ۴۶۲۔ ۷۷۷۱۰۔  
 ۴۶۳۔ ۷۷۷۱۱۔  
 ۴۶۴۔ ۷۷۷۱۲۔  
 ۴۶۵۔ ۷۷۷۱۳۔  
 ۴۶۶۔ ۷۷۷۱۴۔  
 ۴۶۷۔ ۷۷۷۱۵۔  
 ۴۶۸۔ ۷۷۷۱۶۔  
 ۴۶۹۔ ۷۷۷۱۷۔  
 ۴۷۰۔ ۷۷۷۱۸۔  
 ۴۷۱۔ ۷۷۷۱۹۔  
 ۴۷۲۔ ۷۷۷۲۰۔  
 ۴۷۳۔ ۷۷۷۲۱۔  
 ۴۷۴۔ ۷۷۷۲۲۔  
 ۴۷۵۔ ۷۷۷۲۳۔  
 ۴۷۶۔ ۷۷۷۲۴۔  
 ۴۷۷۔ ۷۷۷۲۵۔  
 ۴۷۸۔ ۷۷۷۲۶۔  
 ۴۷۹۔ ۷۷۷۲۷۔  
 ۴۸۰۔ ۷۷۷۲۸۔  
 ۴۸۱۔ ۷۷۷۲۹۔  
 ۴۸۲۔ ۷۷۷۳۰۔  
 ۴۸۳۔ ۷۷۷۳۱۔  
 ۴۸۴۔ ۷۷۷۳۲۔  
 ۴۸۵۔ ۷۷۷۳۳۔  
 ۴۸۶۔ ۷۷۷۳۴۔  
 ۴۸۷۔ ۷۷۷۳۵۔  
 ۴۸۸۔ ۷۷۷۳۶۔  
 ۴۸۹۔ ۷۷۷۳۷۔  
 ۴۹۰۔ ۷۷۷۳۸۔  
 ۴۹۱۔ ۷۷۷۳۹۔  
 ۴۹۲۔ ۷۷۷۴۰۔  
 ۴۹۳۔ ۷۷۷۴۱۔  
 ۴۹۴۔ ۷۷۷۴۲۔  
 ۴۹۵۔ ۷۷۷۴۳۔  
 ۴۹۶۔ ۷۷۷۴۴۔  
 ۴۹۷۔ ۷۷۷۴۵۔  
 ۴۹۸۔ ۷۷۷۴۶۔  
 ۴۹۹۔ ۷۷۷۴۷۔  
 ۵۰۰۔ ۷۷۷۴۸۔  
 ۵۰۱۔ ۷۷۷۴۹۔  
 ۵۰۲۔ ۷۷۷۵۰۔  
 ۵۰۳۔ ۷۷۷۵۱۔  
 ۵۰۴۔ ۷۷۷۵۲۔  
 ۵۰۵۔ ۷۷۷۵۳۔  
 ۵۰۶۔ ۷۷۷۵۴۔  
 ۵۰۷۔ ۷۷۷۵۵۔  
 ۵۰۸۔ ۷۷۷۵۶۔  
 ۵۰۹۔ ۷۷۷۵۷۔  
 ۵۱۰۔ ۷۷۷۵۸۔  
 ۵۱۱۔ ۷۷۷۵۹۔  
 ۵۱۲۔ ۷۷۷۶۰۔  
 ۵۱۳۔ ۷۷۷۶۱۔  
 ۵۱۴۔ ۷۷۷۶۲۔  
 ۵۱۵۔ ۷۷۷۶۳۔  
 ۵۱۶۔ ۷۷۷۶۴۔  
 ۵۱۷۔ ۷۷۷۶۵۔  
 ۵۱۸۔ ۷۷۷۶۶

## حوالى وحاله جات

- ١- احمد بن حنبل، مسنـد احمد، حدـيـث حذـيفـة بـن الـيـمـان ٢/٥٣٧، (حـ ٢٢٩٠)، دار احياء التراث العربي،  
لـبـنـان ١٩٩٣ءـ.
- ٢- مسلم، صحـحـ، كـتابـ البرـ والـصلـلةـ والأـدبـ، (حـ ٢٥٨٢)ـ.
- ٣- الـكـهـفـ ١٨:٦٧ـ ٨٢ـ.
- ٤- مسلم، صحـحـ، كـتابـ الإـيمـانـ، بـابـ كـونـ لـجـهـيـ عنـ الـمـكـنـرـ مـنـ الإـيمـانـ وـاـنـ الإـيمـانـ يـزـيدـ وـيـقـصـ، (حـ ١٧٧)ـ.
- ٥- شـعـراـءـ ٣:٢٦ـ ٢٥٦:٢٥ـ ٦- الـبـقـرـةـ ٢:٢٥ـ.
- ٧- مسلم، صحـحـ، كـتابـ الـجـهـادـ وـالـسـيـرـ، بـابـ فـيـ الـأـمـرـ بـالـتـيـسـيرـ وـتـرـكـ التـفـيرـ، (حـ ٢٥٢٦)ـ.
- ٨- الـكـافـرـونـ ٦:١٠٩ـ ٩- الـبـقـرـةـ ٢:١٣٩ـ.
- ٩- مسلم، صحـحـ، كـتابـ الزـهـدـ، بـابـ مـنـ يـأـمـرـ وـلـيـفـعـلـ وـيـنـجـهـ وـلـيـقـتـيـ، (حـ ٢٨٣)ـ.
- ١١- آـلـ عـمـرـانـ ٣:١١٤ـ ١٢- آـلـ عـمـرـانـ ٣:١٠٣ـ ١٣- أـخـلـقـ ١٢:١٢ـ.
- ١٢- ابنـ هـشـامـ، السـيـرـةـ الـذـوـيـةـ، ١/٣٥٠، مـكـتبـةـ الإـيمـانـ، لـبـنـانـ، ٢٠٠٠ءـ.
- ١٤- الـيـضـاـ، ٣٥٣:١ـ ١٦- الـيـضـاـ، ٣٢٨:١ـ ١٧- الـبـقـرـةـ ٢:٢٧ـ.
- ١٨- ابنـ كـثـيرـ، اـبـوـ الـفـدـ اـعـمـادـ الدـيـنـ، الـبـدـائـيـةـ وـالـخـاـيـرـ ٣/١٣٦، مـكـتبـةـ الـعـاـرـفـ، بـيـرـوـتـ، ١٩٦٦ءـ.
- ١٩- الـيـضـاـ.
- ٢٠- حـمـ الـسـجـدةـ ٣٢:٣١ـ.
- ٢١- ابنـ كـثـيرـ، السـيـرـةـ الـذـوـيـةـ، ٢/١٥٢، ٣/١٥٣ـ.
- ٢٢- مسلم، كـتابـ الـفـهـائـلـ، بـابـ مـبـاعـدـتـهـ صـلـىـ اللـهـ عـلـيـهـ وـسـلـمـ لـلـاثـامـ وـ اـخـتـيـارـهـ مـنـ الـمـبـاحـ ، سـهـلهـ وـ اـنـقـاصـهـ لـلـهـ تـعـالـىـ عـنـ اـنـتـهـاـكـ حـرـمـاتـهـ.
- ٢٣- بنـ حـارـيـ، جـامـعـ صـحـحـ، كـتابـ الأـدـبـ، بـابـ أـقـسـمـ وـالـغـنـكـ، (حـ ٤٠٩٢)ـ.
- ٢٤- الـيـضـاـ، كـتابـ الرـقـاقـ، بـابـ كـيـفـ كـانـ عـيـشـ النـبـيـ صـلـىـ اللـهـ عـلـيـهـ وـسـلـمـ وـالـصـنـحـابـةـ؟ـ (حـ ٢٣٦٠)ـ.
- ٢٥- مسلم، كـتابـ الـجـهـادـ وـالـسـيـرـ، بـابـ تـحـريمـ الـغـدـرـ، (حـ ٢٥٣٨)ـ.
- ٢٦- صـفـيـ الـرـحـمـنـ مـبـارـكـورـيـ، الرـجـيقـ الـخـتـومـ، صـ ٩ـ ١٧ـ، الـمـكـتبـةـ الـسـلـفـيـةـ، لـاـهـورـ، ١٩٩٦ءـ.